نظریاتی اور سیاسی تعاون

سوویت یونین کے خاتمے اور وسطی ایشیا کی ریاستوں کی آزادی نے وسطی ایشیا اور مسلم دنیا کے درمیان تعلقات کے نئے امکانات روشن کیے ہیں۔ ۱۹۹۲ء کے آغاز سے سرکاری وفود اور مسلم ممالک کے سربراہ وسطی ایشیا جا رہے ہیں اور اسی طرح وسطی ایشیا کی نوآزاد ریاستوں کے سربراہ مسلم ممالک کے دورے کر رہے ہیں۔

یہ دوطرفہ دورے زیادہ تر ایران اور ترکی کی طرف سے ہوئے ہیں جو جغرافیائی طور پر وسطی ایشیا کے قریب ہیں۔ وسطی ایشیا اور آذر بائی جان کے رہنماؤں نے ترکی کے دوروں کے دوران میں کہا ہے کہ ترکی کے ساتھ اُن کے روابط کو تاریخی، ثقافتی اور دینی اور لسانی قربت کے باعث خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ دونوں طرف سے سفارتی اور اقتصادی روابط کے قیام اور ان کی ترقی پر زور دیا گیا ہے۔ یہ روابط پورے طور پر قائم ہو چکے ہیں۔ معاشی میدان میں زراعت، پارچہ بافی، تجارت، بنکاری، ٹیلی مواصلات اور پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنے کی صنعت میں تعاون کے وسیع امکانات ہیں۔ کسی بھی دوسرے ہمسایہ کی نسبت ترکی کا کردار نسبتاً زیادہ اہم ہے۔ ترکی نے آذر بائی جان کے فوجی افسران کی تربیت پر رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ تاہم ترکی نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ نگورنو قرا باخ کے تنازعے میں اُس وقت تک ملوث نہیں ہوگا جب تک امریکہ اس تنازعے ، الگ تھلگ ہے۔ آذر بائی جان سے ترکی کی بالواسطہ وابستگی اور امریکہ کی آرمینیوں کے لیے ہمدردی ایک الگ مسئلہ ہے جو ترکی اور امریکہ کے درمیان حل طلب ہے۔

ایران نے وسطی ایشیا اور آذر بائی جان کے لوگوں میں اسلامی اُمور کو ترقی دینے میں کہیں زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا ہے کیوں کہ دورِ سابق میں مسلمان زیادہ تر نظریاتی طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ پاکستان، سعودی عرب اور بعض دوسرے مسلمان ممالک نے اقتصادی اور انسانی ہمدردی کی بنا پر امداد کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ثقافتی اور تعلیمی تعاون کا آغاز کیا ہے۔ بہت سے طالب علم اسلامیات اور دوسرے علوم کی تحصیل کے لیے پاکستان، ترکی، ایران اور سعودی عرب پہنچ چکے ہیں۔ ان ممالک نے وسطی ایشیا میں ادویہ اور خوراک کی کھیپ بھجوائی ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ مسلمان ممالک اب تک اس پوزیشن میں نہیں کہ بڑی طلب پوری کر سکیں۔ وسطی ایشیا کی جمہوریتیں فطری طور پر مغرب اور امریکہ

پر نظریں جمائے ہوئے ہیں۔

بہت سے تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ امریکہ ترکی کی حوصلہ افزائی کرے گا کہ وہ وسطی ایشیا اور "آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ" (CIS) کے دوسرے مسلمان علاقوں میں اپنا اثر و رسوخ بڑھائے تاکہ ان علاقوں میں ترکی کا "سیکولر مسلم طرزِ حکومت" قائم ہو سکے۔ امریکہ کو مسلسل تشویش ہے کہ قازقستان سے ایٹمی ہتھیار اور ایٹمی ماہرین ایران اور دوسرے مسلمان ممالک میں منتقل ہو سکتے ہیں جو بالآخر اس خطے کو "اسلامی بنیاد پرستی" کا گڑھ بنانے میں ممد و معاون ہوں گے۔

امریکی وزیر خارجہ جیمس بیکر اور برطانوی وزیر خارجہ ڈگلس ہرڈ علاقے کے دورے کر چکے ہیں تاہم یہ "اسلامی بم" ہے جس نے انہیں فکرمند کر رکھا ہے۔ تاہم جمہوریہ روس کے یلسن ترکی کے کردار سے بہت سراسیمہ ہیں۔ اُن کا خوف یہ ہے کہ ترکی روس کے اندر، مسلمان علاقوں کو جمہوریہ سے علیحدہ ہونے کی خواہش میں ان کی حوصلہ افزائی نہ کرے۔

سابق سوویت یونین کے تمام مسلمانوں کے لیے جتنا یہ اہم ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے سلسلے میں ایک مشترک پالیسی پر عمل پیرا ہوں، اتنا ہی مسلم دنیا کے لیے ضروری ہے کہ وہ وسطی ایشیا کی جمہوریتوں سے تعاون کرتے ہوئے اپنے اختلافات کو بھلا دیں۔